قسط 6

آخری امید

قیصرہ حیات

مکاں فانی ، مکیں آنی ، ازل تیرا ابد تیرا
خدا کا آخری پیغام ہے تُو جاوداں تُو ہے

ایک ایسی لڑکی کی کہانی ... جو حق کی جستجو میں اپنے سفر کا آغاز کرتی ہے اور اس ابدی، لافانی حقیقت کو پالینے کے اس سفر میں اسے جن مسائل، جن شدائد کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ہماری مصنفہ نے اپنے ماہرانہ قلم سے اسے بہت خوب صورت اور پُر اثر انداز میں اُجاگر کیا ہے۔

اس کہانی کی اشاعت نوجوان نسل کی اسلام کے بارے میں معلومات مطالعے اور علم کو مزید وسعت دے گی۔

مایہ ناز مصنفہ کے منفرد انداز بیاں کا

ایک اور شاہکار

آمنہ اب گھر کے تھوڑے بہت کام کرنے لگی تھی۔ جمیلہ کے ساتھ کچن میں ان کا ہاتھ بٹاتی اور پھر اس کے بعد یا تو اسلامی کتابوں کا مطالعہ کرتی یا پھر نیٹ پر مصروف رہتی...... اس نے قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ جرمنی سے ہی پڑھنا شروع کر دیا تھا سو اسے یہاں بھی جاری رکھا۔ نیٹ پر وہ زینب اور دوسری خواتین کے ساتھ رابطے میں رہتی۔ سب خواتین اسے بہت مس کر رہی تھیں اور اس کی واپسی کا یار، بار پوچھتیں مگر آمنہ انہیں یہ بتا کر مایوس کر دیتی کہ... فی الحال اس کا واپسی کا کوئی ارادہ نہیں...... اسے عبدالرحمٰن کی فیملی کے ساتھ رہنا بہت اچھا لگ رہا ہے۔ سب اس سے کرید، کرید کر پوچھتیں کہ اس کی سسرال کیسی ہے؟ لوگ کیسے ہیں؟ اس کے ساتھ محبت کرتے ہیں یا نہیں......؟ اور وہ سب کو بہت پُرامید جواب دیتی کہ وہ بہت خوش ہے اور سب لوگ اس کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ خاص طور پر... عبدالرحمٰن اور اس کی ماں...... وہ سب اس کی باتیں سن کر خوش ہوتیں...... مگر اب آمنہ نیٹ پر بھی باتیں کر کے تھکنے لگی تھی۔ عبدالرحمٰن اپنے اسکول میں بہت زیادہ مصروف ہو گیا تھا۔ آج کل وہ اسلامک آرٹ سے متعلقہ ایک زبردست سی نمائش پلان کر رہا تھا اور دن رات اسی میں مصروف تھا۔ آمنہ نے بھی اس کا اسکول جوائن کرنے کا سوچا تو عبدالرحمٰن سے بات کی۔

''ٹھیک ہے، تم کل میرے ساتھ چلنا...... پھر دیکھوں گا تم کیا کر سکتی ہو...... آئی مین...... ہم لوگ تو زیادہ تر Islamic calligraphy (اسلامی خطاطی) کے بارے میں پلان کر رہے ہیں۔'' عبدالرحمٰن نے بیڈ پر تھکے ہوئے انداز میں لیٹتے ہوئے کہا۔

''اوکے...... میں تو زیادہ اسکیچز بناتی تھی مگر اب اسکیچنگ چھوڑ دی ہے اب تو کافی عرصہ ہو گیا ہے کوئی اسکیچ بنائے ہوئے۔'' آمنہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آمنہ اسکیچنگ...... پورٹریٹس sculptures بنانا تمہارا شوق تھا، جنون تھا اور اب تم سب کچھ چھوڑ چکی ہو...... کبھی دل میں خواہش پیدا نہیں ہوتی کہ وہی کام کرو جو مسلم ہونے سے پہلے کرتی تھیں؟'' عبدالرحمٰن نے اس کا ہاتھ پکڑ کر قدرے متجسس انداز میں پوچھا۔

''عبدالرحمٰن...... مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میری زندگی کا کوئی ایسا دن نہ گزرا ہو...... جب میں نے اسکیچنگ نہ کی ہو...... کوئی ڈرائنگ نہ بنائی ہو...... مجھے کچھ ڈرا کیے بغیر نیند نہیں آتی تھی اور اب میں اس کے بارے میں سوچتی تو ہوں مگر بہت کم...... صرف یہ سوچ کر کہ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے تو میں اپنی خواہش کو دبا لیتی ہوں۔ عبدالرحمٰن...... میں کبھی اللہ سے اتنی محبت بھی کروں گی، اب مجھے کبھی، کبھی خود پر بھی حیرت ہوتی ہے کہ وہ کیتھی جو کرائسٹ سے بہت پیار کرتی تھی مگر اس نے کبھی اس کی محبت میں کچھ چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔ کیتھی کی محبت superiecial تھی مگر آمنہ کی محبت کتنی اسٹرانگ ہے۔ آمنہ اللہ کی محبت میں اب سب کچھ کر سکتی ہے یہاں تک کہ تمہیں بھی چھوڑ سکتی ہے۔'' آمنہ نے انتہائی صاف گوئی سے کہا تو عبدالرحمٰن ایک دم چونک گیا۔

''مجھے بھی......؟'' وہ قدرے ہکلا کر بولا۔

''ہاں...... تمہیں بھی......'' اس نے مطمئن لہجے میں کہا۔

''کیا...... تم مجھ سے محبت نہیں کرتیں......؟'' عبدالرحمٰن نے گھبرا کر پوچھا۔

''کرتی ہوں، بہت زیادہ...... اس دنیا میں تم مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو اور میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں مگر عبدالرحمٰن، تم ایک انسان ہو...... اللہ کے بنائے ہوئے انسان...... تمہارا اور میرا رشتہ تب تک رہے گا جب تک اللہ چاہے گا۔ اگر وہ تمہیں مجھ سے ابھی چھین لے اور ہم دونوں ایک دوسرے سے ابھی جدا ہو جائیں تو ہم کیا کر سکیں گے...... اللہ نے پہلے مجھے انسانوں کی محبت اور ان سے جدائی کا گہرا تجربہ کرایا اور پھر اپنی محبت میرے دل میں اتنی

شدید ڈال دی کہ اب میرے لیے انسانوں کی محبت اس طرح اہمیت نہیں رکھتی جس طرح اللہ کی رکھتی ہے.........
عبدالرحمٰن میں نے زندگی میں جتنے کرائسز دیکھے انہوں نے اللہ سے میرا رشتہ بہت مضبوط کر دیا ہے۔ اب مجھے صرف یہی محسوس ہوتا ہے کہ اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت صرف اور صرف اللہ ہے۔ باقی سب عارضی اور وقتی رشتے اور باتیں ہیں۔'' اس نے گہری سانس لے کر کہا تو عبدالرحمٰن پُرستائش نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''آمنہ...... I really appreciate you اللہ نے تمہیں جس حقیقت سے آشنا کیا ہے۔ تم پر اللہ کی نظرِ کرم ہے۔ تم واقعی اللہ کی طرف سے بخشی گئی ہو۔'' عبدالرحمٰن نے اس کا ہاتھ پکڑ کر محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"yes I think so" اس نے مسکرا کر جواب دیا۔

''آمنہ...... جس محبت کا تجربہ تم کر رہی ہو...... یہی پکے اور سچے مسلمان کی نشانی ہے اور مسلمانوں کی اسی محبت سے دنیا ڈرتی ہے اور مسلمانوں کو خواہ مخواہ شدت پسند کہتی ہے مگر حقیقت میں محبت کا یہ عرفان مومنین کے لیے اللہ کا تحفہ ہے جو کسی اور مذہب کے ماننے والوں کو کبھی نہیں مل سکتا۔'' عبدالرحمٰن نے مسکرا کر جواب دیا۔

''کیوں......؟'' آمنہ نے چونک کر پوچھا۔

''کیونکہ جس مذہب میں خدا فاصلے پر ہو...... اور اس کو پانے کے لیے انسان کو بہت سی رسومات اور اپنے جیسے مذہبی نمائندوں کا سہارا لینا پڑے تو اس خدا سے تعلق اتنا مضبوط نہیں ہو سکتا بہ نسبت اس خدا کے جو ہر لحہ انسان کے ساتھ، ساتھ، اندر اور باہر ہو...... اور پھر انسان کو خود اس کی موجودگی کا انتہائی شدت سے احساس بھی ہو...... اور اس شدید احساس کی وجہ سے انسان اپنا سب کچھ اپنے اللہ کو سونپ دے۔ جس طرح تم نے سونپا ہے اور حقیقت میں یہی اسلام کی روح اور سچا اسلام ہے۔ مجھے فخر ہے کہ اللہ نے مجھے تم جیسی صاحبِ ایمان بیوی سے نوازا ہے۔'' عبدالرحمٰن نے فرطِ جذبات سے لبریز ہو کر اس کی پیشانی کو محبت سے چومتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دی۔ اسی لیے ان کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تو آمنہ جلدی سے پیچھے ہٹ گئی اور بڑھ کر دروازہ کھولا۔ اس کے سامنے ہاجرہ قدرے غصے میں کھڑی تھی۔

''آپ......!'' آمنہ نے حیرت سے کہا...... تو ہاجرہ نے اس کی کسی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور منہ بنا کر اندر داخل ہو گئی۔ عبدالرحمٰن نے بھی چونک کر اسے دیکھا۔

''بھیا...... مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔'' ہاجرہ نے قدرے خفگی سے آمنہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو عبدالرحمٰن اس کا اشارہ سمجھ گیا۔

''آمنہ...... پلیز...... میرے لیے ایک کپ چائے لے آؤ۔'' عبدالرحمٰن نے کہا تو وہ خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

''جی...... بھائی...... خیریت تو ہے...... آپ بیٹھیں تو سہی......'' عبدالرحمٰن نے کہا۔

''خیریت ہوتی تو میں اس وقت تمہارے پاس نہیں آتی۔'' ہاجرہ نے اس کے بیڈ کے قریب کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''کیوں، کیا ہوا......؟'' عبدالرحمٰن نے حیرت سے پوچھا۔

''میں پوچھنے آئی ہوں...... یہ ہمارے سروں پر اسلام کا ڈنڈا کب تک برستا رہے گا؟'' ہاجرہ غصے سے بولی۔

''کیا مطلب...... میں سمجھا نہیں......؟'' عبدالرحمٰن نے حیرت سے پوچھا۔

''تم یہ جو اپنی بیوی کی صورت میں ملانی لے آئے ہو...... جو ہر وقت ہمیں فتوے سناتی رہتی ہے اور ہمیں مسلمان کم اور کافر زیادہ سمجھتی ہے۔ کام بعد میں کرو...... اسلام کا کوڑا پہلے برسنے کو تیار ہوتا ہے۔ بھیا ہم نے کیا گناہ کر دیے ہیں کہ ہماری جان بخشی ہی نہیں ہو رہی۔ اس نے تو ہماری زندگیاں مصیبت میں ڈال دی ہیں۔ بچے الگ پریشان ہیں، شوہر، بیویوں سے لڑنے لگے ہیں۔ یہ کون سی فتنہ ہمارے گھر آگئی ہے۔ بھیا ہماری تو جان چھڑاؤ اس مصیبت سے۔'' ہاجرہ انتہائی غصے میں ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی تو عبدالرحمٰن حیرت سے بھاوج کی طرف دیکھنے لگا۔

''بھابی! یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ وہ تو اس گھر میں رحمت بن کر آئی ہے۔ وہ کتنی نیک اور مومن عورت ہے اور آپ اسے فتنہ کہہ رہی ہیں، کچھ تو خدا کا خوف کریں۔'' عبدالرحمٰن نے خفگی سے جواب دیا۔

''بھیا! وہ رحمت ہوگی تمہارے لیے، ہمارے لیے تو زحمت ہی زحمت ہے۔ ہمیں نہیں چاہیے ایسی رحمت، ہم جیسے پہلے رہ رہے تھے، ٹھیک رہ رہے تھے، بتاؤ بھلا، ہم کوئی کافر تھے جو یہ ہمیں مسلمان بنانے آگئی ہے۔ اپنے اسلام کو تو سنبھال لے۔ خدا معلوم مسلمان ہے بھی یا نہیں...... ہمیں تو سارا ڈھونگ لگا ہے۔'' ہاجرہ غصے سے بولی تو عبدالرحمٰن کو بھی شدید غصہ آگیا۔

''بھابی! بس اب میں آمنہ کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں سنوں گا اور جس طرح کی آپ مسلمان ہیں سب جانتے ہیں، صرف کلمہ پڑھ کر اپنے آپ پر مسلمانیت کی مہر لگا لینی کافی نہیں ہوتی۔ اپنے ایمان کو ثابت بھی کرنا پڑتا ہے اور آمنہ کتنی سچی اور پکی مسلمان ہے۔ اسے آپ سے کوئی سرٹیفکیٹ لینے کی ضرورت نہیں۔ اس پر خدا کی بہت رحمت اور نظر کرم ہے۔ اسے میری اور ہمارے اس گھر کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ اپنے ملک میں یہاں سے اچھی زندگی گزار سکتی ہے۔'' عبدالرحمٰن نے خفگی سے کہا۔

''ہاں تو لے جاؤ اسے واپس...... ہم سے اس کا اسلام ہضم نہیں ہوتا۔ بڑی آئی مسلمان ہونہہ......'' ہاجرہ منہ بگاڑ کر بولی جبھی آمنہ ٹرے میں چائے کے دو مگ لیے اندر آنے لگی۔ اس نے ہاجرہ کی ساری بات سن لی تھی۔ اسے دیکھ کر ہاجرہ غصے سے منہ بناتی کمرے سے باہر چلی گئی۔ آمنہ نے افسوس بھرے انداز میں عبدالرحمٰن کی طرف دیکھا۔ وہ شرمندگی سے نظریں چرانے لگا۔ وہ ٹرے ٹیبل پر رکھ کر اس کے قریب آئی۔

''پلیز آپ ٹینشن مت لیں۔ میں نے خود بھی کئی بار آبزرو کیا ہے کہ گھر کے لوگ مجھ سے کتنے بیزار ہیں۔ ان کو میرا یہاں رہنا بہت ناگوار گزر رہا ہے۔'' آمنہ نے آہ بھر کر کہا۔

''آئی ایم سوری...... یہ لوگ سمجھ نہیں رہے کہ تم ان سب کے لیے کتنی بڑی رحمت ہو۔'' عبدالرحمٰن نے بیچارگی سے کہا۔

''عبدالرحمٰن......! ایسی سچویشن میں ہمارے پیغمبر ﷺ ہمارے لیے سب سے بڑی inspiration ہیں۔ انہوں نے لوگوں کو مسلمان بنانے کے لیے کیا کیا تکلیفیں نہیں اٹھائی تھیں مگر ایک وقت آیا کہ پھر سب کو ماننا ہی پڑا۔ آپ بھی پریشان مت ہوں۔ میں ان کی باتوں سے بالکل نہیں گھبراتی۔'' اس نے عبدالرحمٰن کا ہاتھ پکڑ کر مسکراتے ہوئے کہا تو عبدالرحمٰن نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

''تھینک یو ویری مچ آمنہ...... تم کتنی کوآپریٹو ہو۔'' عبدالرحمٰن نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

☆☆☆

عاصمہ اپنے کمرے میں بیڈ پر لیٹی تھی اور قدرے مضطرب ہو کر کروٹیں بدل رہی تھی۔ کالج جاتے ہوئے

شرٹ پھٹنے کا واقعہ اس کے ذہن میں ایسا بیٹھ گیا تھا کہ دو دن گزر گئے تھے مگر وہ ابھی تک اس خوف سے باہر نہیں نکل رہی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ شبینہ کی بات کہ ''اللہ کے ہر حکم میں انسان کے لیے فائدہ ہے۔''

اس کے ذہن میں بار بار یہ بات گونج رہی تھی۔ وہ خدا کا شکر ادا کرتی کہ اس کے پاس چادر تھی اگر نہ ہوتی تو وہ کیا کرتی؟ اس نے گھر آ کر کسی کو یہ بات نہیں بتائی تھی اور نہ ہی شبینہ نے کسی سے ذکر کیا تھا مگر اس کے اندر اس واقعے نے عجیب سی ہلچل مچا دی تھی۔ وہ اپنے اندر کی کیفیت کسی دوسرے سے بیان کرنا چاہتی تھی۔ شبینہ کے ایگزامز چل رہے تھے۔ وہ ایک دو بار اس کے پاس گئی مگر اسے مصروف دیکھ کر لوٹ آئی۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے بیڈ سے اٹھی اور آمنہ کے کمرے کی طرف چلی گئی۔ آمنہ کمرے میں اکیلی بیٹھی ایک آیتِ قرآنی کے بیک گراؤنڈ کی اسکیچنگ کر رہی تھی۔ عاصمہ نے دستک دی تو آمنہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''اوہ...... عاصمہ آؤ آ جاؤ......'' آمنہ نے مسکرا کر کہا تو عاصمہ اندر داخل ہو گئی اور قدرے جھجکتے ہوئے اس کے پاس بیٹھ گئی۔

''آپ کیا بنا رہی ہیں؟'' عاصمہ نے اس کے اسکیچ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''عبدالرحمن کی آرٹ ایگزی بیشن کے لیے کچھ ڈرا کر رہی ہوں۔'' آمنہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''چاچی، آپ سے ایک بات پوچھوں؟'' عاصمہ نے جھجکتے ہوئے کہا۔

''ہاں، پوچھو کیا بات ہے؟'' آمنہ نے قدرے حیرت سے کہا۔

''چاچی! آپ مسلمان کیوں ہوئیں؟'' عاصمہ نے اچانک سوال کیا تو آمنہ نے ایک دم چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''کیوں، تم کیوں پوچھ رہی ہو؟'' آمنہ نے حیرت سے پوچھا۔

''آپ اتنی پکی مسلمان کیسے بن گئیں؟ یہ سوال اکثر میرے ذہن میں آتا ہے۔'' عاصمہ نے صاف گوئی سے پوچھا تو آمنہ نے گہری سانس لی اور مسکرا کر اسے دیکھنے لگی۔

''اللہ کی مہربانی ہے۔'' آمنہ نے محبت سے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب؟ میں سمجھی نہیں۔'' عاصمہ نے چونک کر کہا۔

''اللہ تعالیٰ جب انسان کو ہدایت دینا چاہتا ہے تو اس کے دل میں اپنی، اپنے نبی ﷺ کی اور اپنے دین کی محبت ڈال دیتا ہے۔ جب انسان کا دل ان سب محبتوں پر سچے دل سے ایمان لے آتا ہے تو وہ پکا مسلمان بن جاتا ہے۔'' آمنہ نے مسکرا کر جواب دیا تو عاصمہ کی آنکھیں یک دم نم ہونے لگیں۔

''چاچی! ہم آپ کی طرح اچھے اور پکے مسلمان کیوں نہیں ہیں؟'' عاصمہ نے ندامت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''عاصمہ میں نے سارے مذاہب کا مطالعہ کیا اور ان سب میں مجھے اسلام سب سے ٹھیک مذہب لگا۔ جب اس کو سچ سمجھ کر اسٹڈی کیا تو اس کی ہر بات اور ہر حکم میں مجھے کوئی نہ کوئی لاجک دکھائی دینے لگی۔ میں نے ہر اینگل سے اسے پرکھا، خدا کے تصور کا اچھی طرح تجزیہ کیا۔ جب اتنی سچائیوں کو پایا تو پھر اللہ سے دعا کی کہ اب وہ مجھے اپنے اور اپنے پیارے نبی ﷺ کے راستے پر لے آئے۔ عاصمہ، جب آپ اللہ کے راستے پر چلنے کا اپنے آپ سے وعدہ کرتے ہیں تو وہ خود بخود راستے کھولنا شروع کر دیتا ہے اور ان راستوں کو آسان بھی کر دیتا ہے۔ پھر کچھ بھی مشکل نہیں لگتا۔'' آمنہ نے مسکرا کر بتایا۔

''کیا آپ کو کچھ بھی مشکل نہیں لگا؟'' عاصمہ نے حیرت سے پوچھا۔

''ہاں شروع شروع میں جب صبح صبح گرم گرم بستر سے نماز کے لیے اٹھنا پڑتا تھا تو پرابلم ہوتی تھی لیکن جب یہ بات ذہن میں آتی کہ یہ اس کا حکم ہے جس کو پانے کے لیے میں نے کتنی جدو جہد کی ہے اب میں اس کو جان کر بھی اس کا حکم نہیں مانوں گی تو کتنی گناہ گار ہوں گی۔ میں فوراً بستر سے اٹھتی اور نماز پڑھتی تو مجھے یوں محسوس ہونے لگتا کہ اللہ میرے بہت قریب آ گیا ہے۔ بہت قریب اور بہت محبت سے مجھے دیکھ رہا ہے۔ قرب اور محبت کا ایسا احساس مجھے پہلے کبھی محسوس نہیں ہوا تھا۔ اس محبت اور قرب میں آہستہ آہستہ مجھے بہت لطف محسوس ہونے لگا اور میں باقی نمازوں کا شدت سے انتظار کرتی۔ اب میں نماز میں اتنا لطف محسوس کرتی ہوں کہ کیا بتاؤں۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ اس گھر کے لوگ کس طرح اپنی نمازیں مس کر کے اتنی بڑی نعمت سے محروم ہیں مگر شاید انہیں اس قرب کا احساس ہے اور نہ ہی محبت کا۔'' آمنہ نے آہ بھر کر افسردہ لہجے میں کہا۔

''چاچی! آپ واقعی بہت اچھی اور سچی مسلمان ہیں۔ ہم سب بہت گناہ گار ہیں جو آپ کو نہیں سمجھے......'' عاصمہ نے سسکی بھر کر اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

''ارے......ارے......یہ کیا!'' اس نے محبت سے عاصمہ کو اپنے ساتھ لگایا اور اس کا ماتھا چومنے لگی۔ محبت کا یہ والہانہ انداز اسے متاثر کرنے لگا، اس کی اپنی ماں نے کبھی اسے اپنے ساتھ یوں لگا کر محبت سے پیار نہیں کیا تھا۔ بات نہیں کی تھی۔ آمنہ اسے بہت لاڈ سے اپنائیت سے چپ کرانے لگی۔

''تم رو کیوں رہی ہو؟'' آمنہ نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا۔

''شرمندگی سے۔'' عاصمہ نے گلوگیر آواز میں جواب دیا۔

''کیا مطلب......؟'' آمنہ نے حیرت سے پوچھا۔

''یہی کہ ہم کیسے مسلمان ہیں جنہوں نے کبھی ان باتوں پر ایسے نہیں سوچا جس طرح آپ سوچتی ہیں۔ ہمارے دلوں میں اللہ، اس کے رسول ﷺ اور دین کے لیے ویسی محبت کیوں نہیں جیسی آپ کے دل میں ہے۔ ہم کتنے کمزور انسان ہیں، مجھے بہت افسوس اور دکھ ہو رہا ہے۔'' عاصمہ نے آہ بھر کر کہا۔

''اس میں دکھ کی کوئی بات نہیں۔ تمہارے اندر شرمندگی کا احساس پیدا ہوا ہے۔ یہ اچھی بات ہے لیکن تم اپنی اس شرمندگی کو مٹا سکتی ہو۔ اگر تم آج سے ہی اس سچے راستے پر عمل کرنے کا ارادہ کر لو......'' آمنہ نے مسکرا کر کہا تو اس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''عاصمہ......اسلام کا سب سے پازیٹو پوائنٹ جانتی ہو کیا ہے؟ جب انسان کے دل میں شرمندگی کا، ندامت کا، کوئی احساس پیدا ہوتا ہے اور وہ اللہ سے معافی مانگ کر اس کے راستے پر چلنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے معافی کے لیے کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ اسی وقت ڈائریکٹ اللہ کے سامنے جاتا ہے اور اسے فوراً معافی مل جاتی ہے۔ پھر اسے کوئی شرمندہ نہیں کرتا اس کا گناہ، اس کی معافی، اس کی شرمندگی، اس کی توبہ سب اس کے اور اس کے اللہ کے درمیان ایک راز بن کر رہ جاتے ہیں۔ تم بھی پازیٹو ہو کر سوچو......'' آمنہ نے گہری سانس لے کر مسکراتے ہوئے کہا تو عاصمہ نے پُرامید انداز میں اس کی طرف دیکھا اور مسکرا کر اپنی آنکھوں کو رگڑنے لگی۔

''تھینک یو چاچی......! اب میں چلتی ہوں، رات بہت ہو رہی ہے۔ کیا چاچو ابھی تک نہیں آئے؟'' عاصمہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''وہ ایگزی بیشن کے سلسلے میں بہت مصروف ہیں۔ لیٹ آئیں گے۔ آمنہ نے مسکرا کر بتایا۔

''ٹھیک ہے، اب میں چلتی ہوں، اللہ حافظ......'' عاصمہ دھیمے سے مسکرا کر چلی گئی اور آمنہ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیلنے لگی۔ عاصمہ دبے قدموں چلتی ہوئی اپنے کمرے میں آ گئی اور رات بھر آمنہ چاچی کی باتوں پر سوچتی

رہی اور بار بار دیوار پر لگے کلاک کی طرف دیکھتی رہی۔ نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ بالآخر فجر کی اذانیں سنائی دینے لگیں تو وہ جلدی سے گرم بستر سے اٹھی۔ باہر خاصی سردی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے دروازہ کھولا تو یخ ہوا کا جھونکا اندر آیا۔ اس نے جھرجھری لی۔ آمنہ کے الفاظ اس کے کانوں میں گونجنے لگے۔

''مجھے یوں محسوس ہونے لگا جیسے اللہ میرے قریب، بہت قریب آ رہا ہے اور بہت محبت سے مجھے دیکھ رہا ہے۔''

عاصمہ نے گہری سانس لے کر ارد گرد اندھیرے میں دیکھا اور باہر صحن میں چلی گئی۔ آسمان پر چاند چمک رہا تھا۔ اس کی نورانیت دیکھ کر اس کے اندر عجیب سا پُرلطف احساس پیدا ہونے لگا۔ اس کے اندر توانائی سی بھر گئی۔ اس نے نل کھولا تو ٹھنڈے یخ پانی سے اس کے اندر کپکپی سی پیدا ہوئی مگر اس نے نظر انداز کر کے وضو کیا۔ وہ وضو کر کے مڑی تو اس کے پیچھے شبینہ کھڑی مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

''شبینہ...... تم......؟'' عاصمہ نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں، نماز کے لیے وضو کرنے آئی ہوں۔'' اس نے مسکرا کر جواب دیا۔

''لو...... کرلو......'' عاصمہ نے کہا اور جلدی سے وہاں سے چلی گئی۔ شبینہ مسکرا کر اسے دیکھ کر وضو کرنے لگی۔

''آئے...... ہائے...... یہ کس کمبخت نے پانی کا نل کھول رکھا ہے۔ سارا پانی ضائع ہو گیا ہوگا۔'' شبنم اپنے کمرے سے پانی کے گرنے کی آواز سن کر بڑبڑاتی ہوئی باہر آئی تو شبینہ کو دیکھ کر چونکی۔

''تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو؟'' شبنم نے حیرت سے پوچھا۔

''وضو کرنے آئی ہوں، نماز کا وقت ہو رہا ہے۔'' شبینہ نے جواب دیا۔

''لواب تمہیں بھی نمازی بننے کا خبط ہونے لگا ہے۔'' وہ خفگی سے بڑبڑائی۔

''عاصمہ نماز پڑھ رہی ہے۔ میں پڑھنے جارہی ہوں۔ آپ بھی وضو کر کے نماز پڑھ لیں تو اچھا ہے۔'' شبینہ نے تولیے سے اپنا چہرہ پونچھتے ہوئے کہا تو شبنم نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''لو...... جی...... اب سارے گھر میں اسلام پھیلنے لگا ہے۔ واہ جی کیا کہنے......'' شبنم نے منہ بنا کر کہا۔

''چاچی! چراغ سے ہی چراغ جلتا ہے۔'' شبینہ نے مسکرا کر کہا۔

''سب جانتی ہوں۔ کیا ہو رہا ہے اس گھر میں اور کیا ہونے والا ہے۔'' شبنم نے خفگی سے کہا۔

''چاچی صبح صبح اچھا...... اچھا...... سوچیں...... آپ بھی نماز پڑھ کر اللہ سے توبہ کرلیں اور سارے وہم دل و دماغ سے نکال دیں۔'' شبینہ کہہ کر چلی گئی اور وہ منہ بسورتے ہوئے بڑبڑانے لگی۔ واش بیسن کے قریب آئی تو پانی کھول کر چیک کیا۔

''اُف اتنا ٹھنڈا پانی...... نہ بابا مجھے تو ٹھنڈے پانی سے ویسے بھی زکام ہو جاتا ہے جو پھر ٹھیک ہی نہیں ہوتا۔ جاؤ تم پڑھتی پھرو نمازیں اور بخشواؤ اپنے اپنے گناہ......'' وہ بڑبڑاتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی اور جا کر گہری نیند سو گئی۔

عاصمہ نے آمنہ چاچی کی باتوں کو سوچتے ہوئے نماز ادا کی تو اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے اس کی نماز میں خود بخود خشوع و خضوع پیدا ہو گیا ہو۔ اس کے اندر بھی قرب اور محبت کا وہی احساس پیدا ہونے لگا جو چاچی نے اسے بتایا تھا۔ اسے بھی نماز پڑھنے میں لطف محسوس ہونے لگا اور محبت کے اس احساس سے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ وہ اس قدر شدت سے رونے لگی کہ اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ وہ آنکھیں بند کر کے چہرے پر دونوں ہاتھ رکھ کر رو رہی تھی اور اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ رفتہ رفتہ اللہ کے بہت قریب ہو رہی ہے۔ وہ کتنی دیر جائے نماز پر یونہی بیٹھی رہی اور اسے بے انتہا سکون ملنے لگا۔ اس کے اندر جو کئی روز سے بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ کم ہونے لگی۔ شاید آنسوؤں کی صورت میں دل کا غبار قدرے کم ہو چکا تھا۔

صبح وہ کالج جانے کے لیے تیار ہونے لگی تو بہت اہتمام سے اس نے چادر کو اچھی طرح سر پر اور جسم پر لپیٹا۔ آج چادر لیتے ہوئے اسے عجیب سی خوشی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ خوشی جسم اور سر کو ڈھانپنے سے نہیں بلکہ اس بات سے ہو رہی تھی کہ وہ اپنے رب کا ایک حکم دل سے ماننے جارہی تھی اور اطاعت کے اس احساس نے اس کے دل کو خوشی اور سکون سے بھر دیا۔ اب اسے محسوس ہونے لگا کہ آمنہ چاچی سچی اور پکی مسلمان کیوں ہیں! یقیناً وہ بھی ایسا ہی احساس اپنے اندر محسوس کرتی ہوں گی اور فرمانبرداری کا یہ احساس اتنا پُرکیف اور خوش کُن ہوتا ہے کہ انسان کو خود بخود اللہ کی فرمانبرداری کے راستے پر ڈال دیتا ہے۔

وہ چادر لے کر باہر نکلی تو ماں نے صحن کے ایک کونے میں واشنگ مشین لگا رکھی تھی اور وہ کپڑے دھونے میں مصروف تھی۔ اس نے عاصمہ کی طرف بغور دیکھا اور ایک گہری سانس لی۔

''شبینہ جلدی باہر آؤ، کالج سے دیر ہو رہی ہے۔'' عاصمہ نے قدرے بلند آواز میں شبینہ کو پکارا۔

''آ رہی ہوں۔'' شبینہ نے اپنے کمرے سے آواز دی۔

آمنہ کچن سے باہر نکلی تو عاصمہ کو یوں چادر لپیٹے دیکھ کر مسکرائی۔

''کتنی اچھی لگ رہی ہو۔'' آمنہ نے مسکرا کر اس کے قریب آتے ہوئے کہا تو اسی لمحے شبینہ بھی سر پر حجاب اچھی طرح لپیٹے باہر نکلی۔

''واؤ گڈ......'' آمنہ نے انتہائی خوش ہو کر کہا اور دونوں کی پیشانیوں کو محبت سے چوما۔ شبنم دور کھڑی منہ

بنانے لگی۔
”کٹنی......اب ہمارے بچوں کو بھی ہم سے دور کرنے کی کوشش کررہی ہے۔اب تو اس کا کچھ کرنا ہی پڑے گا۔“ شبنم نے خفگی سے دل میں سوچا اور پھر کپڑے دھونے میں مصروف ہوگئی۔

☆☆☆

عبدالرحمٰن کی کیلی گرافی ایگزی بیشن بہت کامیاب رہی تھی۔ آمنہ مکمل حجاب میں آرٹ اسکول جاتی تھی اور اسٹوڈنٹس کے ساتھ مل کر اس نے بہت محنت کی۔ وہ اسٹوڈنٹس کے ساتھ آیات کا بیک گراؤنڈ ڈسکس کرتی، خاص طور پر عبداللہ کے ساتھ جو عبدالرحمٰن کا رائٹ ہینڈ تھا اور جس نے آرٹ اسکول کو اسٹیبلش کرنے میں بہت مدد کی تھی۔ عبداللہ بہت زیادہ ٹیلنٹڈ تھا اور آمنہ بھی کسی سے کم نہیں تھی۔ وہ آئندہ کا سوچنے میں زیادہ دیر نہ لگاتی اور جلدی سے اسکیچنگ کر کے انہیں دکھاتی۔ سب بہت حیران ہوتے اور اس کی بہت زیادہ تعریفیں کرتے۔ عبداللہ، عبدالرحمٰن کی قسمت پر رشک کرتا کہ خدا نے انتہائی قابلِ قدر اور انمول نگینہ آمنہ کی صورت میں اسے عطا کیا تھا اور عبدالرحمٰن، آمنہ کی اتنی تعریفیں سن کر خوشی سے پھولا نہیں سماتا۔ نیک عورت دنیا میں مرد کے لیے کتنا بڑا تحفہ ہوتی ہے۔ اسے اب اندازہ ہورہا تھا۔ اس کی بھابیاں جس ٹائپ کی عورتیں تھیں ان میں آمنہ کا وجود واقعی قدرت کا انعام تھا۔

عبدالرحمٰن اور اس کی ساری ٹیم نے دو ماہ کی انتہائی محنت کے بعد آرٹ ایگزی بیشن کا اہتمام کیا تھا جس کا سارے شہر میں خوب چرچا ہوا۔ میڈیا تک بھی یہ خبر پہنچی تو نیوز چینلز کے نمائندے ان کے انٹرویو کے لیے آئے۔ عبدالرحمٰن نے خوشی خوشی آمنہ کو بھی بولنے کی اجازت دی۔ اس نے نقاب میں ہی انٹرویو دیا۔ نیوز چینلز نے سب لوگوں سے زیادہ آمنہ کو کوریج دی اور خاص طور پر جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ وہ ایک نومسلم خاتون ہے اور اسلام قبول کر کے پاکستان آئی ہے تو تصویر کا رخ ہی بدل گیا۔ وہ آرٹ ایگزی بیشن کے علاوہ اس کی پرسنل لائف کو زیادہ ڈسکس کرنے لگے۔ نیوز میں بار بار اس کا انٹرویو دکھایا جانے لگا۔ سارے محلے میں خوب شہرت ہونے لگی۔ ہر طرف جمیلہ کی بہو کے چرچے ہونے لگے۔ کئی ایک عورتیں تو گھر آئیں اور جمیلہ کو مرچ مسالے کے ساتھ مبارک باد دینے لگیں۔ جمیلہ کو سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ ان باتوں پر خوش ہو یا رنجیدہ...... ہاجرہ اور شبنم کو باتیں بنانے کا موقع مل گیا۔

”امے اماں ویسے تو تیری بہو بڑی باپردہ بنی پھرتی ہے اب دیکھو کیسے ٹی وی پر گھر گھر میں اس کی شہرت ہورہی ہے۔ بھلا آج تک ہمارے گھر کی بہو، بیٹیاں یوں اسکرینوں پر آئی ہیں؟ جتنے لوگوں نے اسے دیکھا ہوگا سب یہی کہہ رہے ہوں گے یہ جمیلہ اور شریف الدین کی بہو ہے۔ اوپر سے نئی بات کہ بی بی رانی نے نیا نیا اسلام کا کلمہ پڑھا ہے۔ بھیا خوب نام اور عزت کمارہی ہے تمہاری بہو۔ پورا محلہ چسکے لے رہا ہے۔ اس کا مکھڑا دیکھنے کو بے تاب ہورہے ہیں لوگ بیچارے۔“ ہاجرہ نے خوب مسالا لگا کر ساس پر طنز کرتے ہوئے کہا جو کچن میں بیٹھی ساگ بنارہی تھیں۔ شبنم بہانے سے برتن دھونے آئی تھی کہ ہاجرہ بھی پیچھے آگئی اور جمیلہ کے کان بھرنے لگی۔ جمیلہ بھی لوگوں کے منہ سے بھانت بھانت کی باتیں سن کر پہلے ہی بھری بیٹھی تھیں۔

”ہاں مجھے خود بھی یہ سب اچھا نہیں لگ رہا۔ عبدالرحمٰن آتا ہے تو اس سے بات کرتی ہوں۔“ جمیلہ نے ناگواری سے کہا تو دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرانے لگیں۔ ان کا تیر عین نشانے پر لگا تھا۔ شبنم بھی برتن وہیں چھوڑ کر ان کے پاس آگئی۔

”ہاں اماں بڑی سبکی ہورہی ہے۔ پہلے ہر کسی کو کیا خبر تھی کہ عبدالرحمٰن کسی کافرہ کو مسلمان بنا کر لایا ہے پر اب تو

ہر طرف یہی باتیں ہو رہی ہیں کہ بھیا ان کو خاندان میں سے کسی نے لڑکی نہ دی۔ اماں جو بھی ہے تم بہو اپنے خاندان سے لاتیں تو آج یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔'' شبنم نے منہ بنا کر کہا تو اسی لمحے آمنہ جوڑے میں برتن لیے کچن کی طرف آ رہی تھی، ان کی باتیں سن کر ٹھٹکی اور اس کی آنکھوں میں نمی سی تیرنے لگی۔

''اماں، اب بھی سوچ لو کچھ نہیں بگڑا۔ بھلا گوری چمڑی میں کہاں... وفا ہوتی ہے۔ یہ آج ایک مرد کے ساتھ تو کل دوسرے کے ساتھ...... یہ تو ہمارے ہاں کی عورتیں ہوتی ہیں جو مر کر ہی شوہر کی دہلیز چھوڑتی ہیں۔'' ہاجرہ نے منہ بنا کر کہا تو آمنہ نے افسوس بھری نگاہوں سے کچن کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔ عاصمہ کسی کام سے اپنے کمرے سے باہر نکلی تو آمنہ کو کھڑے دیکھ کر اس کے قریب آئی۔ وہ چاچی کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر چونکی۔

''چاچی آپ رو رہی ہیں؟'' عاصمہ نے حیرت سے پوچھا تو اسی لمحے شبنم کی تیز آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

''اماں میں تو کہتی ہوں اب بھی وقت ہے، سوچ سمجھ کر فیصلہ کر لو۔ یہ موقع اچھا ہے، اسی کو بنیاد بنا کر عبدالرحمٰن سے کہو کہ آمنہ کو فارغ کرے۔ یہ جائے اپنے ملک اور تم عبدالرحمٰن کے لیے خاندان سے لڑکی لے آؤ۔ کیوں اس کا مستقبل خراب کرنے پر تلی ہوئی ہو۔'' شبنم نے رائے دی تو جمیلہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ آمنہ نے سسکی بھری اور اپنے کمرے کی طرف واپس جانے لگی۔ عاصمہ کو ماں کی باتیں سن کر انتہائی غصہ آیا تھا۔

''چاچی آپ کو ڈٹ کر ان کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ رونے سے کام نہیں چلے گا۔ چلیں میرے ساتھ۔'' عاصمہ نے ٹرے اس کے ہاتھ سے پکڑی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر زبردستی اسے اپنے ساتھ کچن میں لے گئی۔ تینوں ایک دم بوکھلا گئیں۔

''امی یہ آپ چاچی کے بارے میں کیا فضول باتیں کر رہی ہیں۔ تائی اماں آپ بڑی ہو کر انہیں سمجھانے کے بجائے ان کی ہاں میں ہاں ملا رہی ہیں اور دادی آپ بھی ان کی باتیں سن رہی ہیں۔'' عاصمہ نے غصے سے کہا۔

''عاصمہ بکواس بند کرو۔ تمہیں بڑوں کی باتوں میں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔'' شبنم نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''بڑے باتیں بھی تو ڈھنگ کی کریں ناں...... کیا قصور ہے چاچی کا جو آپ سب ان کے پیچھے پڑ گئی ہیں۔ ان کا جینا حرام کر رہی ہیں۔ کیا قیامت آ گئی ہے جو وہ ٹی وی پر آ گئیں اور وہ بھی نقاب میں باپردہ ہو کر...... تائی اماں کیا آپ کو فریحہ آپا دکھائی نہیں دیتیں جو ننگے سر اور آدھے کپڑوں کے ساتھ کالج میں لڑکوں کے ساتھ پڑھنے جاتی ہیں۔ تب آپ کو کیوں برا نہیں لگتا۔'' عاصمہ نے غصے سے کہا تو ہاجرہ بری طرح تلملانے لگی۔

''ارے تو بالشت بھر کی لڑکی مجھ سے منہ ماری کرنے لگی ہے۔ ارے مجھ، اپنی تائی کو ذلیل کر رہی ہے؟ ارے لوگو دیکھو یہ دن بھی مجھے دیکھنا تھا۔ ہماری اولادیں ہم پر ہی ڈنڈے برسانے لگی ہیں۔ دہائی ہے دہائی......'' ہاجرہ نے چیختے ہوئے دونوں ہاتھ بلند کر کے اپنا سر پیٹنا شروع کر دیا۔ شبینہ اور فریحہ بھی بھاگتی ہوئی کمرے سے آ گئیں...... فریحہ نے اس وقت سلیولیس شرٹ پہن رکھی تھی۔

''سن مردود، تیری وجہ سے مجھے طعنے سننے کو مل رہے ہیں۔ بوڑھی ماں کو بے عزت کروا رہی ہے۔'' ہاجرہ نے جان بوجھ کر فریحہ کو پیٹنا شروع کر دیا اور اس کے ننگے بازوؤں کو اپنے ناخنوں سے کھرچ کر زخمی کر دیا۔ وہ بلند آواز سے رونے چلانے لگی۔ آمنہ اور عاصمہ یہ منظر دیکھ کر پریشان ہو گئیں...... سب فریحہ کو چھڑانے لگیں۔

''امی یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟'' شبینہ نے غصے سے ماں کو پرے دھکیل کر فریحہ کے بازوؤں کو چھڑایا۔ فریحہ

روتی پیٹتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

''کمبخت نامراد تیری وجہ سے فریحہ بیچاری کو مار پڑی ہے۔'' شبنم نے دانت کچکچا کر عاصمہ کو زور سے تھپڑ لگایا تو وہ ہکا بکا ماں کو دیکھنے لگی۔

''اے شبنم اس بیچاری کو کیوں کوس رہی ہے۔ اس تماش بین کو بول جو سارے فساد کی جڑ ہے۔ ارے آج تک ہمارے گھر سے کسی نے اونچی آواز نہیں سنی اور آج اس کی وجہ سے سارا محلہ لنک لنک کر ہمارا تماشا دیکھ رہا ہے۔'' ہاجرہ، آمنہ کو گھورتی ہوئی جان بوجھ کر صحن میں جا کر دہائی دینے لگی اور لوگ اس کے رونے چلانے کی آوازیں سن کر اپنی دیواروں سے انہیں دیکھنے لگے۔ آمنہ سسکیاں بھرنے لگی۔

''آمنہ چاچی، چلیں آپ اپنے کمرے میں۔'' عاصمہ اس کا بازو پکڑ کر اسے اس کے کمرے میں لے گئی۔

''ہاجرہ اب بس بھی کردے۔ کیوں سارے زمانے کو اپنا تماشا دکھا رہی ہے۔'' جمیلہ نے اس کے قریب آ کر غصے سے اس کا بازو پکڑ کر اس کے کمرے کی طرف رخ کیا۔

''ہاں...... ہاں سب مجھے ہی کوسنا...... اس کٹنی کو کچھ نہ کہنا جس نے یہ ساری آگ لگائی ہے۔'' وہ بلند آواز سے چلا رہی تھی کہ عبدالرحمٰن، عبدالوہاب اور عبدالرب گھر میں داخل ہوئے۔ گھر کا منظر دیکھ کر تینوں پریشان ہوگئے۔ ہاجرہ ابھی تک بلند آواز سے لعن طعن کر رہی تھی۔ شبنم اسے چپ کرا رہی تھی۔

''یہ سب کیا ہو رہا ہے؟'' عبدالوہاب نے خفگی سے پوچھا۔

''بات اتنی نہیں تھی جتنی کہ بڑھ گئی۔'' جمیلہ نے اسے ساری بات سنائی تو عبدالرحمٰن کو شدید افسوس ہوا۔

''مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آمنہ نے کیا غیر شرعی حرکت کی؟ اس نے تو نقاب میں انٹرویو دیا تھا اور وہ بھی میری اجازت سے اور انٹرویو میں بھی کوئی خاص بات نہیں تھی پھر کس بات کو اتنا بڑا ایشو بنایا گیا؟'' عبدالرحمٰن نے دونوں بھابیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ان کے پاس کچھ کہنے کو نہیں تھا۔ دونوں کھسیا کر منہ بنانے لگیں۔

''ہاں بولو، بتاؤ، کس بات پر تم لوگوں کو اعتراض ہے؟ اور ہاجرہ تم نے جان بوجھ کر گھر کو اکھاڑا کیوں بنایا۔ یہ ساری آگ تم نے ہی لگائی ہے۔ تم سے بھی وہ معصوم برداشت نہیں ہو رہی؟'' عبدالوہاب نے غصے سے بیوی کو جھنجوڑتے ہوئے کہا تو اس نے پھر واویلا مچانا شروع کر دیا۔

''بھائی جان، یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟'' عبدالرحمٰن نے اسے روکا۔

''پہلے بھائی کو بھڑکا لیا اور اب اسے کیوں روک رہے ہو...... سب سے بڑے فسادی تو تم خود ہو۔ جو اس کٹنی کو بیاہ کر گھر لے آئے۔ جب سے وہ آئی ہے اس گھر کا سکون برباد ہو گیا ہے۔'' ہاجرہ، عبدالرحمٰن پر چلاتے ہوئے بولی۔

''افوہ، اس بیچاری کا کیا قصور ہے۔ یہ تم دونوں کا حسد اور جلن ہے کہ اسے برداشت نہیں کر پا رہیں۔ فساد کی جڑ تو تم دونوں ہو۔'' اب کی بار عبدالرب نے اپنی بیوی اور بھابی کو ڈانٹتے ہوئے کہا تو شبنم کو طیش آ گیا۔

''ہاں...... ہاں تم تو اس بیچاری کے فیور میں ہی بولو گے۔ کیونکہ اس کی گوری چمڑی پر تم بھی تو عاشق ہوئے بیٹھے ہو۔'' شبنم طنز کرتے ہوئے بولی۔

''کیا......؟'' عبدالرحمٰن چلاتے ہوئے بھائی کو دیکھنے لگا۔

''بکواس بند کرو، ذلیل گھٹیا، عورت......'' عبدالرب نے زور سے شبنم کو تھپڑ لگاتے ہوئے کہا۔

''ہاں، ہاں مجھے ہی مارو...... تمہارا بھانڈا جو پھوڑ رہی ہوں۔ دے دو مجھے طلاق اور کر لو اس کٹنی سے شادی۔'' شبنم پھر چلائی۔

''بھائی، بس اب اس سے آگے میں ایک لفظ بھی نہیں سنوں گا۔ وہ میری بیوی ہے کوئی مذاق نہیں...... جس کا جو دل چاہے اسے کہتا پھرے۔ اب نہ وہ اس گھر میں رہے گی اور نہ ہی میں......'' عبدالرحمٰن نے شدید غصے اور صدمے کی حالت میں کہا اور اپنے ...کمرے کی طرف چلا گیا۔

''ارے......ارے بیٹا خدا کے لیے ایسا مت کرنا۔'' جمیلہ اس کے پیچھے جا کر روتے ہوئے اسے روکنے لگیں۔

''اماں آپ مجھے جواب روک رہی ہیں تو آپ نے اپنی بہوؤں کو اس وقت کیوں نہ روکا۔ جب وہ یہ سارا فساد کھڑا کر رہی تھیں۔'' وہ غصے سے بولا۔

''ہاں، یہ میری ہی غلطی ہے جو اُن کی باتوں میں آگئی۔'' جمیلہ سسکتے ہوئے بولیں۔

''اماں، جب تک میں اور آمنہ اس گھر میں رہیں گے یہ لوگ یونہی فتنے کھڑے کرتے رہیں گے اس لیے اب ہمارا یہاں سے چلے جانا ہی بہتر ہے۔'' عبدالرحمٰن نے حتمی انداز میں کہا اور آگے بڑھ کر اپنے کمرے کا دروازہ کھولنے لگا۔ اندر جا کر اس نے دیکھا آمنہ بیڈ پر بیٹھی سسکیاں بھر رہی تھی جب کہ عاصمہ اس کے پاس بیٹھی اسے تسلی دے رہی تھی۔

''آمنہ تمہیں میرے ہوتے ہوئے یوں رونے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، اب ہم اس گھر میں نہیں رہیں گے۔'' عبدالرحمٰن اس کے قریب آ کر ٹھوس لہجے میں بولا تو آمنہ نے گیلی پلکیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا...... جمیلہ بھی روتی ہوئی اندر آگئی تھیں۔

''بہو مجھے معاف کر دو۔ میں ان لوگوں کی باتوں میں آگئی۔ خدا کے لیے تم ہی عبدالرحمٰن کو سمجھاؤ۔ تم دونوں یہ گھر چھوڑ کر مت جاؤ۔'' جمیلہ نے آمنہ کے پاؤں کو ہاتھ لگا کر روتے ہوئے کہا تو وہ ایک دم گھبرا گئی۔

''اماں آپ یہ کیا کر رہی ہیں؟'' آمنہ نے پاؤں ہٹا کر ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں پکڑتے ہوئے کہا۔

''اماں ہمیں جانے دیں۔ سب لوگ سکون میں آجائیں گے۔'' عبدالرحمٰن خفگی سے بولا۔

''وہ تو سکون میں آجائیں گے مگر ماں کے دل کو سکون کیسے آئے گا؟ عبدالرحمٰن تم جانتے ہو میں تمہیں سب سے زیادہ چاہتی ہوں۔ جس دن تو دکھائی نہ دے تو مجھے چین نہیں آتا۔ جب تو باہر پڑھنے گیا تھا تو میں کتنی بیمار ہوگئی تھی۔ میں تیرے بغیر نہیں رہ سکتی بیٹا...... پھر اگر تجھے کہیں جانا ہے تو میں بھی تیرے ساتھ ہی جاؤں گی۔'' جمیلہ نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے، میں کل ہی کوئی گھر کرائے پر دیکھتا ہوں۔ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں......'' عبدالرحمٰن نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا تو جمیلہ نے آہ بھر کر اُن کی طرف دیکھا اور خاموشی سے کمرے سے چلی گئیں۔ عاصمہ بھی ان کے ساتھ وہاں سے چلی گئی۔

''عبدالرحمٰن، میں سوچ رہی ہوں جرمنی واپس چلی جاؤں۔ میری وجہ سے تمہارے گھر والے بہت پریشان ہیں۔'' کچھ دیر بعد آمنہ اپنے آنسو پونچھتے ہوئے بولی۔

''اور میں؟ کیا تم مجھے چھوڑ کر چلی جاؤ گی؟'' عبدالرحمٰن نے پوچھا۔

''تمہاری ماں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔'' اس نے گہری سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

''اور تم......؟'' عبدالرحمٰن نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔

''میں تمہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔'' اس نے نم آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس بات کا کیا مطلب ہے؟'' عبدالرحمٰن نے چونک کر پوچھا۔
''میں تنہا زندگی گزارنے کی عادی ہوں مگر تمہارے گھر والے تمہارے بغیر نہیں رہ سکتے۔ وہ تمہیں کھونا نہیں چاہتے۔ پلیز تم مجھے جانے دو۔'' آمنہ نے گلوگیر لہجے میں کہا۔
''کیا تمہاری زندگی میں میری بس اتنی ہی اہمیت ہے کہ میں ہوں یا نہ ہوں تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا......؟'' عبدالرحمٰن نے افسردگی سے پوچھا۔
''اگر ایسی بات ہوتی تو میں سب کچھ چھوڑ کر تمہارے ساتھ یہاں کیوں آتی لیکن اب مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ میں یہاں مس فٹ ہوں۔ تمہارا ماحول، تمہارے لوگ مجھے قبول کرنے کو تیار نہیں۔ میں زبردستی اپنے آپ کو ان پر مسلط نہیں کرنا چاہتی۔ میں اپنے آپ کو مجرم سمجھنے لگی ہوں کہ میری وجہ سے سب لوگ تکلیف میں ہیں۔ تمہارے گھر کا سکون میری وجہ سے خراب ہو رہا ہے۔'' وہ سسکی بھر کر بولی۔
''آمنہ، جب دو اجنبی لوگ میاں بیوی کے رشتے میں بندھتے ہیں تو وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے سب سے اہم ہو جاتے ہیں۔ ان کے دکھ، سکھ، خوشی، غم اور تکلیف سب ایک ہو جاتے ہیں اور جب دونوں ایک دوسرے کو جدا جدا سمجھتے ہیں تو پھر ان کا رشتہ کبھی قائم نہیں رہ پاتا۔ میں نے تمہیں کبھی اپنے سے جدا نہیں سمجھا۔ پھر تم کیوں مجھے اپنے سے علیحدہ دیکھتی ہو؟'' عبدالرحمٰن نے اس کے قریب آ کر قدرے جذباتی انداز میں کہا۔
''عبدالرحمٰن! شاید تم میری نیچر کو نہیں سمجھ پائے کہ جس سے محبت کرتی ہوں اس کے لیے اپنی ہر خوشی قربان کرسکتی ہوں۔ میری خوشی، میری محبت تم ہو لیکن میں جب تمہاری ماں کے چہرے کی طرف دیکھتی ہوں تو مجھے لگتا ہے کہ ان کی اصل خوشی تم ہو اور میں ان کی خوشی ان سے چھیننا نہیں چاہتی۔ میں ان کی خوشی کے لیے اپنی خوشی قربان کردوں گی۔'' وہ اس کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے بولی۔
''ایسا تم سوچنا بھی مت...... میں، تم اور اماں...... ہم سب ساتھ رہیں گے۔'' عبدالرحمٰن نے اس کے کندھے پر اپنے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور اسے تسلی دینے لگا۔ آمنہ کے دل کو بھی سکون ملنے لگا اور وہ مسکرا کر عبدالرحمٰن کی طرف دیکھنے لگی۔
''میری محبت کو اتنا کمزور مت سمجھنا۔ میں تمہیں کبھی ٹوٹنے نہیں دوں گا۔'' عبدالرحمٰن نے پیار بھری سرگوشی کی تو وہ مسکرا دی۔

☆☆☆

عبدالرب انتہائی غصے میں اپنے کمرے میں کھڑا مٹھیاں بھینچ رہا تھا۔ دانت کچکچا کر بیوی کی طرف دیکھتے ہوئے چلا رہا تھا۔ پھر کبھی اسے مارنے کو دوڑتا۔ عاصمہ بار، بار باپ کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔
''ابو پلیز اب بس کریں۔ چھوڑیں غصہ...... امی سے غلطی ہوگئی ہے انہیں معاف کردیں۔'' عاصمہ نے مفاہمت کے انداز میں باپ کا بازو پکڑ کر اسے روکتے ہوئے کہا۔
''کیسی غلطی اور کس بات کی معافی......؟ میں نے کون سا جھوٹ بولا ہے۔ پوچھ اپنے باپ سے، کیا وہ اس میمنی پر بری نظر نہیں رکھتا۔'' شبنم غصے سے چلائی۔
''بکواس بند کرو، ذلیل گھٹیا عورت۔ تم نے یہی بکواس کر کے میرے بھائی کے دل میں میرے لیے شک ڈال دیا ہے۔ میں کیا اتنا بے غیرت انسان ہوں کہ اپنے بھائی کی بیوی پر نظر رکھوں گا۔ تمہیں تو شک کرنے کی بیماری ہے۔ میں جس عورت کی طرف بھی دیکھوں تجھے شک پڑ جاتا ہے۔ تیرے دماغ میں خناس ہے، گندگی سے بھرا ہوا ہے تیرا دماغ......'' عبدالرب نے مزید غصے سے چلاتے ہوئے کہا۔

دو ہنسوں کا جوڑا

ہیٹ اسٹروک نے ہزاروں لوگوں کے پیاروں کی طرح ہم سے بھی ہمارے ماں، باپ چھین لیے...... مرے ابا کی پرسنالٹی بڑی شاندار تھی۔ امی خوب صورت ہی نہیں خوب سیرت بھی تھیں۔ ابا، امی میں ایک چیز مشترک تھی اپنے پرائے کی تفریق کے بغیر ہر ایک کی مدد کرتے۔ زندگی سکون سے گزر رہی تھی کہ اچانک کالی آندھی نے گھر کے در و دیوار گرا دیے۔ ابا نے دو بچوں کی ماں سے اور اس دو بچوں کی ماں نے اپنے شوہر کو چھوڑ کر تین بچوں کے باپ سے شادی کر لی۔ بارہ سالہ ازدواجی زندگی میں دراڑ پڑ گئی، امی نے یہ ستم سہہ لیا۔ جب کچھ وقت گزرا تو ابا کو احساس ہوا کہ سب کچھ برباد ہو گیا ہے۔ ابا ہمارا اور امی کا پہلے جیسا خیال رکھنے کی کوشش کرتے ہم نے کبھی تنگی کی زندگی نہیں گزاری۔ خدا نے ابا کو امی کے اور ہم تینوں بچوں کے نصیب سے بہت نوازا تھا۔ ابا اکثر کہتے بیٹا مجھے معاف کر دینا تم لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ وہ کہتے میں ایسا نہیں چاہتا تھا امی نے کوئی شکایت نہیں کی یہ حقیقت ہے میرے ابا بہت اچھے انسان تھے۔ ابا نے امی کو ملکہ بنا کر رکھا تھا۔ ابا کا اکلوتا بیٹا جسے وہ پیار سے چاند میاں کہتے، ہم دو بیٹیاں ابا کی جان تھیں۔ اپنی بیوی، بچوں میں نہ جانے کس کی نظر لگ گئی ہمارے گھر کو...... پھر جب تبدیلی آئی تو ہر دم خوش رہنے والے ابا اکثر خاموش رہنے لگے وہ بھی، کبھی یہ گنگناتے ہوئے آبدیدہ ہو جاتے تھے دو ہنسوں کا جوڑا بچھڑ گیو رے...... امی سورۂ رحمٰن اور ابا درودِ تاج کی جب تلاوت کرتے تو جیسے وقت کی رفتار تھم سی جاتی۔ عرش پر فرشتے بھی سبحان اللہ کہتے ہوں گے۔ امی کی سسرال میں بڑی عزت تھی۔ چچا کہتے یہ میری ماں ہے، چھوٹی پھوپی نے ان کا دودھ پیا تھا تو بالکل ماں کی طرح محبت کرتی۔ بڑی پھوپی کو قرآن پڑھایا تو استاد کا درجہ پایا۔ جیٹھ کہتے یعنی میرے تایا کہتے میں نے گودوں میں کھلایا ہے میری تو بیٹی ہے یہ۔ خاندان کے سب بچے آج تک امی کی عزت بھی کرتے ہیں اور محبت بھی مگر جیون ساتھی کے رویے سے جو تکلیف پہنچی اس کا ازالہ ممکن نہیں تھا۔ بھائی کی چھوٹی عمر میں شادی ہو گئی۔ امی نے بچوں کو قرآن پڑھانا شروع کر دیا خود کو مصروف رکھنے کے لیے۔ پھر ہم دونوں بہنوں کی بھی شادیاں ہو گئیں۔ امی نے فیکٹری میں جاب کر لی وقت بھی تو گزارنا تھا اور پھر کون تھا ان کا خیال کرتا یا وہ کسی کا انتظار کرتیں۔ امی کبھی بڑی بیٹی کے پاس رہتیں کبھی اپنے بیٹے کے پاس رہنے چلی جاتیں مگر وہ مستقل میرے پاس رہتی تھیں۔ صبح اٹھ کر فیکٹری جانا رمضان

''آپ لوگوں کو ذرا سا بھی خیال نہیں آ رہا کہ آپ کی جوان بیٹی آپ کے پاس کھڑی ہے اور آپ ایک دوسرے کے بارے میں ایسی بے ہودہ باتیں کر رہے ہیں۔'' عاصمہ نے غصے سے کہا تو دونوں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''اگر اس میں شرم، حیا اور ذرا سا احساس ہوتا تو میرے سارے گھر والوں کے سامنے مجھے یوں ذلیل و رسوا نہ کرتی۔ اللہ نے میاں، بیوی کو ایک دوسرے کا لباس کہا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے عیب اور برائیوں کو چھپاتے ہیں مگر یہ ایسی بیوی ہے جو شوہر کا لباس تار تار کر کے اسے سب کے سامنے خوب رسوا کر رہی تھی۔ اس وقت میرا دل چاہ رہا تھا کہ شرم سے کہیں ڈوب مروں مگر اس عورت کو ذرا سا بھی احساس نہیں ہو رہا تھا۔'' عبدالرب نے سسکی بھر کر اپنی نم آنکھوں کو صاف کیا تو عاصمہ بھی افسردہ ہو گئی۔ عبدالرب کمرے سے باہر نکل گیا۔ شبنم اب شرمندہ ہونے لگی تھی۔ عاصمہ بھی افسردہ ہو گئی۔ عاصمہ نے قدرے خفگی سے ماں کی طرف دیکھا۔

''امی آپ نے واقعی بہت برا کیا ہے۔ ابو کو تو میں نے آج تک یوں افسردہ نہیں دیکھا۔ آپ نے صرف ابو کی ہی نہیں چاچی کی بھی بے عزتی کی۔ چچا بھی بہت ہرٹ ہوئے ہوں گے۔'' عاصمہ نے ماں سے کہا تو وہ منہ بنا کر اسے دیکھنے لگی۔

''ہاں، اب سب مجھے ہی برا کہو...... میں ہی گناہ گار ہوں۔ باقی تو سب بہت اچھے اور معصوم ہیں۔'' شبنم آنسو بہاتے ہوئے بولی۔

''دادی کو بھڑکانے میں آپ سب سے آگے تھیں۔ چاچی اور میں باہر کھڑی آپ کی ساری باتیں سن رہی تھیں...... آپ ہی ان کو چچا کی دوسری شادی کے لیے کہہ رہی تھیں ناں......'' عاصمہ نے خفگی سے کہا تو شبنم بوکھلا گئی۔

میں روزے رکھنا، قرآن ختم کرنا امی نے ساری زندگی بھی قصداً نماز قضا نہیں کی، جاگنے والی راتوں کا اہتمام کرتیں خدا نے انہیں بڑا حوصلہ اور ہمت دی تھی امی کہتی تھیں یہ جو ہوا قسمت میں تھا ورنہ تمہارا باپ ایک شریف اور دردمند دل کا انسان تھا اسے مجھ سے اور اپنے بچوں سے بڑا پیار تھا۔ وہ کہتی تھیں جو وقت گزر گیا کبھی واپس نہیں آئے گا اب ہم سب خدا کے گھر ملیں گے یہ ان کا ایمان تھا امی کو السر تھا اپنی ضرورتیں اپنی سیلری سے پوری کرتیں۔ ہم تینوں کے بچوں کے لیے ایک جیسی چیزیں خریدتیں کبھی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ بڑی غیور اور خوددار تھیں۔ ابا سے کوئی شکایت نہیں کی اور ہمیں بھی ابا سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ ایک زمانہ تھا وہ ہمیں بہت چاہتے تھے میں ان کی سب سے لاڈلی بیٹی تھی، چھوٹی تھی ناں...... ایک اسپتال میں ابا ایڈمٹ تھے دوسرے میں امی...... جب میں ابا کو دیکھنے گئی تو وہ زور، زور سے اللہ کو یاد کر رہے تھے۔ اور بلند آواز میں کلمہ پڑھ رہے تھے۔ انہیں آکسیجن لگی تھی مجھے دیکھ کر ہاتھ اٹھایا، میں نے سر جھکایا تو ماتھے پر ہمیشہ کی طرح پیار کیا میں نے بھی ان کا ماتھا چوما تھا دوسرے دن جب دیکھنے گئی تو وہ کلمہ پڑھتے، پڑھتے خاموش ہو گئے تھے اور 6 جولائی کو سفرِ آخرت پر روانہ ہو گئے۔ اللہ ان کی مغفرت کرے...... 8 جولائی کو وہ عورت جو تمام زندگی ان کے نام پر بیٹھی رہی پاس جانے میں دیر نہ کی۔ امی کا ایمان بھی سچا تھا اور وعدہ بھی جو انسان کسی کو کھو کر پچھتائے جس کی یاد بے چین کرے اصل میں وہی محبت ہے۔ میرے دوسرے، بہن، بھائی میری امی کو بڑی امی کہتے ہیں، بہت عزت کرتے ہیں امی بھی ان سے اور ان کے بچوں سے پیار کرتی تھیں۔ مرے سب، بہن، بھائی امی کے انتقال میں آئے سوئم میں شرکت کی، قرآن پڑھا ایصالِ ثواب کیا...... اب وہ پاؤں سمٹ گئے ہیں جن کے نیچے ہم تینوں، بہن بھائی کی جنت تھی جو ہاتھ دعا کے لیے اٹھتے تھے سینے پر دھرے ہیں جو آنکھیں ہمیں دیکھ کر چمکتی تھیں بند ہو گئیں ہیں جو لب مسکراتے تھے خاموش ہو گئے ہیں، مرے باپ کو اللہ نے آخر وقت میں کلمہ کی توفیق دی اور ماں کو 21 ویں شب رمضان کی ملی۔ میں تو پہلے بھی کوشش کرتی تھی کہ میری ذات سے کسی کو تکلیف نہ ہو اب اور خیال رکھوں گی کہ اب ہمارے سروں پر دعاؤں کا آسمان نہیں ہے۔ میرے پیارے والدین کے لیے آپ سب دعا کریں اللہ ان کے درجات بلند کرے اور ہم جب تک زندہ رہیں ان کے لیے صدقۂ جاریہ بنے رہیں آپ کی دعاؤں کی طالب۔

نجمہ ناز اصغر...... کراچی

''اچھا...... تو...... تو...... باہر کھڑی ہو کر ماں کی جاسوسی کر رہی تھی...... بے حیا تجھے ذرا شرم نہیں آئی......'' شبنم اس کے پیچھے پڑ گئی۔

''میں نے تو چاچی کو وہاں کھڑے روتے ہوئے دیکھا تو ان کے پاس چلی گئی اور آپ کی باتیں سن کر مجھے بھی غصہ آ گیا۔'' عاصمہ نے صاف گوئی سے بتایا۔

''شاباش بھئی، سگی ماں کی دشمن اور سوتیلیوں کی سجن...... تجھ جیسی اولاد بھی اللہ کسی کو نہ دے۔'' شبنم اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔ وہ اپنی ہٹ دھری پر قائم تھی۔

''امی خدا کے لیے اپنا رویہ بدلیں۔ چاچی ہماری مہمان ہیں اور بہت اچھی انسان ہیں۔ وہ اسلام قبول کر کے مسلمان ہو کر یہاں آئی ہیں۔ کیا سوچیں گی کہ مسلمان ایسے فسادی اور جھگڑالو ہوتے ہیں۔ انہوں نے تو اسلام کو آئیڈیل مذہب سمجھ کر قبول کیا ہے اور ہم جو اس مذہب کے ماننے والے ہیں، اس پر کتنا عمل کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر ان کو کتنا شاک لگتا ہے۔'' عاصمہ نے ماں کو سمجھانے کی کوشش کی۔

''اچھا، اچھا مجھے اب سبق نہ پڑھا۔ بہت بے عزتی کرا لی ہے۔ اب میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔'' شبنم نے سر پر دوپٹے کی پٹی باندھی اور منہ موڑ کر لیٹ گئی۔ عاصمہ افسوس بھری نظروں سے ماں کو دیکھتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی اور فریحہ اور شبینہ کے کمرے میں چلی گئی۔ فریحہ کے بازوؤں پر ناخنوں کے رگڑنے سے خون رسنے لگا تھا اور بازوؤں پر سوجن بھی ہو گئی تھی۔ شبینہ نے ان پر ٹیوب لگائی تھی مگر فریحہ کو بہت تکلیف ہو رہی تھی۔

''آپا کے بازوؤں کا اب کیا حال ہے؟'' عاصمہ نے شبینہ کے قریب آ کر پوچھا۔

''جا مٹھی بھر مرچیں لے آ اور وہ ان پر چھڑک دے۔ چڑیل تو نے ہی فساد ڈالا تھا تو نے ہی اماں کو میرا

طعنہ دیا تھا اور انہوں نے میرا یہ حال کر دیا۔'' فریحہ نے روتے اور غصے سے چلّاتے ہوئے عاصمہ کو کہا تو وہ شرمندہ ہونے لگی۔

''آپا میں نے جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا۔ تائی اماں نے جانے کا کس کا غصہ تم پر نکال دیا۔ خدا کے لیے مجھے معاف کر دو۔'' عاصمہ نے آگے بڑھ کر فریحہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا پر اس نے زور سے اسے دھکا دیا۔

''کٹنی کہیں کی...... جا دفع ہو جا یہاں سے۔'' فریحہ چلّائی۔

''آپا...... آپا اب بس بھی کرو...... کیا ہو گیا ہے تجھے؟'' شبینہ نے گھبرا کر بہن کو سمجھاتے ہوئے کہا تو عاصمہ روتے ہوئے وہاں سے جانے لگی۔

''عاصمہ...... عاصمہ...... رکو......'' شبینہ نے اسے پیچھے سے آواز دی مگر وہ کمرے سے چلی گئی تھی۔

''آپا تم بھی حد کرتی ہو، کیا اس نے امی کو کہا تھا کہ وہ تمہارے بازوؤں کو یوں چھیل ڈالیں؟ امی اور چاچی کو تو خواہ مخواہ آمنہ چاچی سے بیر ہو گیا ہے۔ وہ بیچاری ان سب کو کیا کہتی ہیں مگر دونوں کو کون سمجھائے۔'' شبینہ غصے سے بڑبڑانے لگی۔

''جاؤ تم بھی باہر، چھوڑ دو مجھے اکیلا......'' فریحہ غصے سے چلّائی تو شبینہ بھی منہ بنا کر باہر چلی گئی۔ عاصمہ برآمدے میں تخت پوش پر بیٹھی رو رہی تھی۔ شبینہ بھی اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

''عاصمہ یہ ہمارے گھر میں کیا ہو رہا ہے۔ آج جو کچھ ہوا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ میں تو ڈر ہی گئی تھی۔ ابھی تک دل سے خوف نہیں جا رہا۔'' شبینہ نے گھبرا کر کہا۔

''انسان کا حسد اسے کہاں سے کہاں پہنچا دیتا ہے۔ امی اور تائی امی کے حسد نے انہیں اس قدر باؤلا بنا دیا ہے کہ وہ غصے میں اپنا ذہنی توازن کھونے لگی ہیں۔ کتنے لوگوں کو آج انہوں نے ہرٹ کیا ہے۔'' عاصمہ نے آہ بھر کر رنجیدگی سے کہا۔

''پھر کیا کریں...... فریحہ آپا بھی ان کی طرح ہی ہیں۔'' شبینہ نے ناگواری سے کہا۔

''ہاں اور افسوس بھی اسی بات کا ہے کہ کوئی سمجھنا ہی نہیں چاہتا۔ کوئی بھی اپنی غلطی پر شرمندگی محسوس نہیں کر رہا۔'' عاصمہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

''چچا اس گھر کو چھوڑنے کی بات کر رہے تھے اگر وہ چاچی کو لے کر یہاں سے چلے گئے تو......؟'' شبینہ نے خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''تو پھر بہت برا ہوگا۔ چچا کے ساتھ دادی بھی چلی جائیں گی۔ وہ چاچو کے بغیر ایک دن بھی کہیں نہیں رہتیں اور پھر گھر میں صرف ہماری مائیں اور ان کی ہم خیال فریحہ آپا، ہم دونوں کے خلاف محاذ بنا لیں گی۔'' عاصمہ نے فکرمندی سے جواب دیا۔

''ہاں یہ تو ہے...... پھر وہ سب ہم سے جھگڑا کریں گی۔ عاصمہ...... جس طرح اللہ نے مجھے سبق سکھایا تو میں سمجھ گئی...... کیا وہ ان کو کوئی سبق نہیں سکھائے گا؟'' شبینہ نے گہری سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

''معلوم نہیں ہر کوئی تمہاری طرح نہیں ہوتا کہ اس واقعہ کو اپنے لیے سبق بنا کر کچھ سیکھ لے۔ میں ابھی امی کو اتنا سمجھا کر آئی ہوں مگر وہ الٹا مجھ پر برستی رہیں۔ کچھ سننے کو، سوچنے سمجھنے کو تیار ہی نہیں...... کیا، کیا جائے؟'' عاصمہ نے آہ بھر کر کہا اور انہیں خیال ہی نہیں رہا کہ عبدالوہاب اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس بیٹھا اندھیرے میں ان کی باتیں سن رہا تھا۔ ہاجرہ بیڈ پر منہ موڑے خراٹے لے رہی تھی۔ عبدالوہاب نے آہ بھر کر ہاجرہ کی طرف دیکھا اور پریشانی سے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

''اس گھر کے نظام کو ٹھیک کرنے کے لیے کچھ کرنا پڑے گا۔ ورنہ اس گھر کا شیرازہ بکھر جائے گا اور گھر کا نظام ٹھیک چلے...... اس کی سب سے بڑی ذمے داری گھر کے سب سے بڑے فرد ہی پر ہوتی ہے یعنی کہ مجھ پر...... ابا جان کی جگہ مجھے ہی اب گھر کا بڑا بن کر فیصلے کرنے چاہئیں۔'' عبدالوہاب نے گہری سانس لے کر سوچا اور بیڈ پر لیٹ کر حالات پر غور وفکر کرنے لگا۔

جمیلہ رات بھر کروٹیں بدلتی رہیں۔ یہ سوچ، سوچ کر انہیں ہول اٹھتے تھے کہ وہ کیسے یہ آبائی گھر اور دوسرے بیٹوں کو چھوڑ کر چلی جائیں۔ شریف الدین کے ساتھ انہوں نے پچاس سال اس گھر میں گزارے تھے۔ اس گھر کی ایک، ایک اینٹ سے انہیں پیار تھا۔ اس کے آنگن میں ان کے بیٹوں نے اپنا بچپن اور جوانی گزاری تھی اور انہوں نے بیٹوں کے بچوں کو کھلایا تھا۔ سب کو چھوڑ کر چلے جانا کتنا مشکل ہوگا لیکن وہ عبدالرحمٰن کے بغیر بھی نہیں رہ سکتی تھیں اور عبدالرحمٰن آج جتنا سیخ پا ہو رہا تھا۔ اس سے صاف دکھائی دے رہا تھا کہ اب وہ اس گھر میں مزید نہیں رہے گا۔

جمیلہ رات بھر روئیں اور دعائیں کرتی رہیں کہ خدا کوئی سبیل پیدا کر دے اور کوئی بھی کسی سے جدا نہ ہو مگر اب انہیں یہ بہت مشکل دکھائی دے رہا تھا۔ سب ایک دوسرے سے بدظن ہو گئے تھے۔ انہوں نے اتنی زیادہ ٹینشن لی تھی کہ صبح انہیں بخار ہو گیا۔ وہ فجر کی نماز کے لیے نہ اٹھیں تو عاصمہ کو فکر لاحق ہوئی اور وہ دادی کے کمرے میں آئی تو دیکھا انہیں شدید بخار ہے۔ وہ پریشان ہو گئی اور جلدی سے چچا کے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ وہ دونوں بھی نماز فجر کی تیاری کر رہے تھے۔ عاصمہ نے انہیں دادی کے بخار کا بتایا تو وہ دونوں گھبرائے ہوئے ان کے کمرے میں داخل ہوئے۔ جمیلہ کا کمرا عبدالوہاب کے کمرے کے ساتھ ہی تھا۔ اس نے عبدالرحمٰن کو اماں، اماں پکارتے ہوئے سنا تو جلدی سے اٹھ کر ان کے کمرے میں گیا اور انہیں دیکھ کر پریشان ہو گیا۔

جلد ہی گھر کے دوسرے لوگ بھی ان کے کمرے میں جمع ہو گئے۔ عبدالرحمٰن انہیں ڈاکٹر کے پاس لے جانے پر مصر تھا مگر وہ نہیں مان رہی تھیں۔ عبدالوہاب نے انہیں اپنے کمرے سے دوا لا کر کھلائی اور ان کے پاس بیٹھ کر ان کا سر دبانے لگا۔ عبدالرحمٰن ان کے پاؤں دبا رہا تھا جبکہ عبدالرب ان کے پاس بیٹھا پریشانی سے بڑبڑا رہا تھا۔

''یہ ضرور اماں نے ٹینشن لی ہے۔ اسی وجہ سے بیمار پڑ گئی ہیں۔'' وہ عبدالرحمٰن کی طرف دیکھنے لگا مگر عبدالرحمٰن نے خفگی سے منہ پھیر لیا۔ اس نے ایک بار بھی بڑے بھائی کی طرف دیکھنا گوارا نہیں کیا تھا۔ عبدالوہاب دونوں کی طرف خاموشی سے دیکھ رہا تھا اور ان کے چہرے کے تاثرات سے اندازہ لگا رہا تھا کہ وہ کیا سوچ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جمیلہ بیگم کی حالت سنبھلی اور انہوں نے آنکھیں کھولیں تو عبدالوہاب نے دونوں بھائیوں کی طرف دیکھ کر گہری سانس لی۔

''عبدالرحمٰن، تم کان کھول کر سن لو۔ تم اس گھر سے کہیں نہیں جاؤ گے۔ میں ابا جان کی جگہ اب اس گھر کا بڑا ہوں اور یہی میرا فیصلہ ہے۔'' عبدالوہاب نے قدرے ٹھوس لہجے میں کہا تو عبدالرحمٰن نے چونک کر بھائی کی طرف دیکھا۔ جمیلہ بھی ایک دم حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگیں۔

''ہرگز نہیں بھائی، اب ایسا ممکن نہیں۔ رات کو جو کچھ ہو چکا ہے کیا اب آپ اس سے بڑا تماشا دیکھنا چاہتے ہیں......؟ لیکن میں یہ سب کسی طرح بھی برداشت نہیں کر سکتا۔'' عبدالرحمٰن نے آہ بھر کر کہا۔

''اوپر چھت پر دو کمرے خالی پڑے ہیں...... میں انہیں ٹھیک کرا کے تم دونوں کے لیے سیٹ کرا دیتا ہوں تم لوگ اوپر کے پورشن میں رہو گے۔ کوئی بھی تم لوگوں کی زندگی میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرے گا۔ اماں جان کو آزادی ہوگی وہ تمہارے ساتھ رہیں یا ہم سب کے ساتھ...... اس گھر کی مالکن اماں جان ہیں۔ میرا خیال ہے میرے اس فیصلے سے تم دونوں کو کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔'' عبدالوہاب نے چھوٹے بھائی اور بھاوج کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔

''ہاں، ہاں اگر ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔'' جمیلہ جلدی سے بولیں اور ایک دم ان کے چہرے پر اطمینان کا سایہ لہرا گیا۔ عبدالرحمٰن اور آمنہ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کچھ نہ بولے۔

''عبدالوہاب تم نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے، میں اپنے بچوں کو ایک دوسرے سے جدا ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔'' جمیلہ نے نم آنکھوں سے بیٹے کے چہرے کو دیکھا اور پھر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں۔

''آپ فکر نہیں کریں اماں، ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ میں کل سے اوپر کا کام شروع کرواتا ہوں لیکن تب تک کوئی بھی ایک دوسرے سے نہیں الجھے گا۔ جو کل ہو چکا اب دوبارہ نہیں ہونا چاہیے۔ ہاجرہ اور شبنم اگر تم دونوں میں سے اب کسی نے بحث کی یا زیادتی کرنے کی کوشش کی تو اس کا اس گھر میں آخری دن ہوگا۔ میں یا عبدالرب...... کوئی بھی اپنی بیوی کو طلاق دینے سے گریز نہیں کرے گا۔ کیوں عبدالرب کیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں؟'' عبدالوہاب نے بھائی سے پوچھا۔

''ہاں آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں ہمیں ایسا ہی کرنا چاہیے۔'' عبدالرب نے خفگی سے بیوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے اب تم سب لوگ یہاں سے جاؤ۔ اماں جان کو آرام کی ضرورت ہے۔'' عبدالوہاب نے اٹھتے ہوئے کہا اور سب لوگ وہاں سے چلے گئے۔ جمیلہ خوش ہو کر اسے دعائیں دینے لگیں عبدالوہاب نے مسکراتے ہوئے لڑکیوں کی طرف دیکھا ان دونوں کے چہروں پر بھی اطمینان تھا۔ اس نے کمرے سے جاتے ہوئے عاصمہ کے سر پر محبت سے ہاتھ رکھا تو وہ مسکرانے لگی۔

☆☆☆

عبدالوہاب نے ایک ماہ کے اندر، اندر چھت کے اوپر دو کمرے، کچن، باتھ روم اور لاؤنج کی سیٹنگ کروا کر.... عبدالرحمٰن اور آمنہ کے لیے بہت اچھا پورشن تیار کروا دیا تھا۔ جس میں ضرورت کی ہر چیز بھی اور تمام سیٹنگ بھی جدید انداز میں ہوئی تھی۔ اسے دیکھ کر ہاجرہ اور شبنم کے سینے میں ابال اٹھتے تھے۔ انہوں نے تو ساری زندگی ایک ایک کمرے میں گزاری تھی۔ بیٹیاں جوان ہوئیں تو ایک ایک کمرا اور مل گیا مگر وہ کمرے سب پرانی طرز کے تھے۔ فرنیچر بھی پرانا ہو چکا تھا۔ کچھ بھی ڈھنگ کا نہیں تھا۔ انہوں نے تو آمنہ کو گھر سے نکالنے کی پلاننگ کی تھی اور خدا نے اسے ان سے بھی بہتر رہائش دے دی تھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ اوپر جا کر بہت پُرسکون ہو گئی تھی اور وہ دونوں اسے دیکھ دیکھ کر کڑھتی رہتیں۔ جمیلہ نیچے ہی رہتی تھیں کیونکہ ان کا بڑے بیٹوں کے پاس رہنا زیادہ مناسب تھا۔ جب دل چاہے تو وہ اوپر آمنہ کے پاس جا سکتی تھیں اور یوں وہ دن میں کئی بار آمنہ کے پاس جاتیں۔ اس کے کئی کام کر دیتیں اور آمنہ بھی ان سے بہت محبت سے پیش آتی۔ شبینہ اور عاصمہ بھی تھوڑی تھوڑی دیر بعد اوپر چاچی سے ملنے جاتیں تو کئی کئی گھنٹے اس کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتی رہتیں۔ آمنہ انہیں اپنے بچپن کے کالج لائف کے اور مسلمان ہونے سے پہلے کے واقعات سناتی تو وہ بہت توجہ سے مزے لے، لے کر سنتیں اور اسی میں انہیں وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں رہتا۔ دونوں کی مائیں نیچے بیٹھ کر انہیں کوسنے دیتیں اور آوازیں لگاتیں جب وہ نیچے جاتیں تو ان کی وہ بے عزتی ہوتی کہ خدا کی پناہ۔ مگر دن میں ایک دو بار جب تک وہ آمنہ کے پاس چکر نہ لگا آتیں تو انہیں بھی چین نہ ملتا تھا۔ آمنہ کے کمروں کے آگے ٹیرس بنایا گیا تھا اور وہاں کھڑے ہو کر نیچے گلی میں اور محلے میں جھانکا جا سکتا تھا۔ آمنہ پردے کا بہت خیال رکھتی تھی اس لیے وہ شاذ و نادر ہی اُدھر جاتی تھی۔

(جاری ہے)